حقیقتِ حال

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ھُوَ النَّاصِرُ

حقیقت حال

میں نے ایک عرصہ سے اہلِ جموں وکشمیر کے نام اپنے خطوط کا سلسلہ بند کیا ہوا تھا اور یہ اِس وجہ سے نہ تھا کہ مجھے اہلِ کشمیر سے ہمدردی نہ رہی تھی بلکہ اس کی وجوہ اور تھیں اور میرا ان وجوہ کی بناء پر خیال تھا کہ میری طرف سے سلسلہ خطوط کا جاری رہنا لیڈرانِ کشمیر کے لئے مشکلات پیدا کرے گا۔ پس خود اہلِ کشمیر کے فائدہ کیلئے میں خاموش رہا۔ اس کے بعد میں دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں صدارت سے علیحدہ ہوکر امداد سے غافل نہیں رہا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں پسِ پردہ کوشش نہ کرتا رہتا تو یقیناً موجود حالت سے بھی بدتر حالت ہوتی لیکن حالات کی نزاکت کو دیکھ کر مَیں نے اس امداد کا اظہار نہیں کیا کیونکہ اس میں نقصان کا خطرہ تھا۔

سب سے اوّل میں نے یہ کام کیا کہ مولوی عبدالرحیم صاحب درد جن کے نام اور کام سے کشمیر کا ہر عاقل بالغ واقف ہے انہیں انگلستان ہدایت بھجوائی کہ وہ انگلستان میں لوگوں کو کشمیر کے حالات سے واقف کریں تا اس سے لوگوں کو دلچسپی پیدا ہو، چنانچہ انہوں نے دو کام اس بارہ میں کئے۔

(۱) مختلف ذمہ دار لوگوں سے اور پریس سے مل کر کشمیر کے متعلق ہمدردی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ کئی اخبارات میں ہمدردانہ مضامین نکلے۔ جن میں سب سے زیادہ قابلِ ذکر ڈیلی ٹیلی گراف کا وہ مضمون ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ پہلے یہ بتایا جاتا تھا کہ کشمیر کے فسادات افسروں کی نالائقی کے سبب سے ہیں لیکن اب تو انگریز افسر چلے گئے ہیں پھر بھی فساد ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی گہرا نقص ہے جس کے لئے اب ہمیں ایک اور کمیشن بٹھانا چاہئے اور ان نقصوں کو دور کرنا چاہئے۔ اس پر درد صاحب نے ایک تائیدی مضمون لکھا اور وہ اس اخبار میں چھپ گیا۔ یہ اخبار موجودہ حکمران جماعت کا اخبار ہے اور سب سے زیادہ اثر رکھتا ہے۔

(۲) دوسرا کام انہوں نے یہ کیا کہ پارلیمنٹ میں کشمیر کے متعلق سوال کرائے اور ذمہ دار لوگوں سے ملاقاتیں کیں چنانچہ لیڈی ندرلینڈ کے اخراج کے متعلق پارلیمنٹ میں سوال کرایا گیا اور بعض سوال موجودہ حالاتِ کشمیر کے متعلق کرائے گئے۔ ایک اشتہار کشمیر کے حالات کے متعلق بڑے بڑے لوگوں میں حال میں شائع کیا گیا ہے اور بہت سے پارلیمنٹ کے ممبروں نے امداد کا وعدہ کیا ہے اور پارلیمنٹ میں سوال کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کشمیر کمیٹی کے معمولی ممبر ہونے کی حیثیت سے درد صاحب اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے تھے اور جو کچھ وہ کر سکتے تھے اس سے انہوں نے دریغ نہیں کیا۔

میں نے ہندوستان میں جو کام کیا وہ یہ ہے۔

(۱) مقدمات میرپور کی پیروی جس پر ہزاروں روپیہ خرچ ہوا۔

(۲) موجودہ فسادات میں جو گرفتاریاں ہوئی ہیں، ان کے متعلق بھی جدوجہد کی گئی ہے۔ چنانچہ مولوی عبداللہ صاحب سیاکھوی کے رشتہ داروں کی تحریک پر ان کیلئے ایک لائق وکیل کا انتظام کیا گیا ہے جو ان کے مقدمہ کی اپیل کرے گا۔

(۳) بعض قیدیوں کی رہائی کیلئے کوشش کی گئی۔

(۴) میر واعظ صاحب ہمدانی مجاورین خانقاہ میر مقبول شاہ صاحب اور دیگر بہت سے احباب کے متعلق جو ناواجب احکام جاری ہوئے تھے، ان کے منسوخ کرانے کی کوشش کی گئی اور کی جارہی ہے کچھ حصہ میں ہمیں کامیابی ہوئی ہے، بقیہ کیلئے کام ہورہا ہے۔

(۵) ہزایکسیلینسی وائسرائے بہادر کے پرائیویٹ سیکرٹری اور پھر خود حضور وائسرائے کے پاس میں نے مفتی محمد صادق صاحب کو بھیج کر مظالمِ کشمیر کے دور کرنے کی طرف توجہ دلوائی اور ہزایکسیلینسی کے کہنے پر کہ مسٹر کالون سے بھی ہمارے آدمی ملیں وہ ضرور توجہ کریں گے۔ سید زین العابدین صاحب کو جموں دو دفعہ بھجوایا اور ایک دفعہ دہلی جہاں وہ مسٹر کالون، مسٹر وزارت حسین اور مسٹر پیل سے ملے اور موجودہ حالات کو بدلوانے کیلئے پوری سعی کی۔

(۶) اس کے بعد میں نے عزیزم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے کہا کہ وہ ہزایکسیلینسی وائسرائے سے ملاقات کے موقع پر کشمیر کے متعلق بھی تذکرہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے ان امور کے متعلق وائسرائے ہند سے گفتگو کی۔

(۷) جو لوگ جلاوطن کئے گئے ہیں یا جن کو کشمیر میں ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے، ان

میں سے بعض کی مالی امداد بھی کی گئی۔

(۸) جب بھی لیڈرانِ کشمیر نے خواہش کی، انہیں مناسب مشورے دیئے گئے۔

غرض یہ کام ہے جو گذشتہ ایام میں مَیں نے کیا ہے اور آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کام معمولی کام نہیں۔ ہاں اگر نتیجہ اتنا شاندار نہیں نکلا جس قدر کہ پہلے نکلا کرتا تھا تو اس کے ذمہ دار آپ لوگ ہیں۔ میں نہیں۔ اوّل تو اس لئے کہ آپ نے یا آپ میں سے بعض نے سِول نافرمانی جاری کر کے میرے ہاتھ باندھ دیئے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں سِول نافرمانی کا سخت مخالف ہوں۔ میرے نزدیک سِول نافرمانی اسی وقت کامیاب ہوسکتی ہے جب کہ حکومت شرافت سے کام لے۔ جس دن حکومت کے افسر رعایا کی طرح قانون شکنی پر آمادہ ہو جائیں، اس دن رعایا کا سب زور ٹوٹ جاتا ہے۔ پس اوّل تو میرے نزدیک سِول نافرمانی کامیابی کا ذریعہ ہی نہیں۔ دوسرے میرے نزدیک سِول نافرمانی مذہباً اور اخلاقاً درست نہیں کیونکہ اس سے قانون شکنی کی روح پیدا ہوتی ہے اور جب یہ روح پیدا ہو جائے تو خواہ اپنی ہی حکومت کیوں نہ ہو، وہ چل نہیں سکتی۔ تیسرے یہ کہ اگر سِول نافرمانی کو مفید اور جائز بھی سمجھ لیا جائے تب بھی میرے نزدیک کشمیر کے لوگ اس کیلئے تیار نہ تھے۔ سِول نافرمانی کے لئے نہایت وسیع مخفی نظام اور کافی سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے مگر جس وقت سِول نافرمانی کا اعلان کیا گیا ہے اُس وقت اہلِ کشمیر کو یہ باتیں میسر نہ تھیں۔ پس اگر سِول نافرمانی کو مفید بھی سمجھ لیا جائے تب بھی موجودہ حالات میں اس میں کامیابی ممکن نہ تھی۔ سِول نافرمانی کے تجربے ہندوستان، آئرلینڈ، مصر اور فلسطین میں کئے گئے ہیں لیکن ایک جگہ بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ ہندوستان میں مل والوں کی دولت اور گاندھی جی کی شخصیت اس کی تائید میں تھی۔ مصر میں سعد زغلول جیسے شخص کی روح کام کر رہی تھی، آئرلینڈ کو امریکہ جیسے دولتمند ملک کی پُشت پناہی حاصل تھی اور دوسَو سال کی تنظیم ڈی ویلرا[1] کی امداد پر تھی، فلسطین کی جدوجہد عیسائی اور مسلمانوں کی مشترکہ تھی، گویا اصلی باشندے اور وہ باشندے جو وہاں قریب زمانہ میں حکومت کر چکے تھے وہ مقابلہ پر آمادہ تھے۔ مگر بارہ سالہ جدوجہد کے بعد بھی ان لوگوں کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ سوائے آئرلینڈ کے جس نے تجربہ کے بعد سِول نافرمانی کو ترک کر دیا اور کونسلوں میں داخل ہو کر ان پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ سو آئرلینڈ میں ڈی ویلرا آج تبدیلیٔ اصول کی وجہ سے حکومت کر رہا ہے اور ہندوستان، فلسطین اور مصر میں سِول نافرمانی کے مدّ و جزر کے بعد حالات پھر وہی کے وہی ہیں۔ اور اس

کے شَیدا و مولا پھر کونسلوں کی طرف رغبت کر رہے ہیں۔

غرض سِول نافرمانی ایک مشتبہ ہتھیار ہے جو دشمن ہی کو نہیں کبھی اپنے آپ کو بھی ہلاک کر دیتا ہے اور اس وقت تک اس کے ذریعہ سے کسی ملک میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ کامیابی یا قانونی تعاون سے ہوئی ہے جیسے کہ آئرلینڈ، ایران وغیرہ میں۔ یا لڑائی سے جیسے کہ جرمنی، اٹلی اور ٹرکی میں۔ پس اس مُضِر عمل کی موجودگی میں مَیں آپ کی کیا امداد کر سکتا تھا۔ برطانوی حُکّام کا ایک ہی جواب تھا کہ جب یہ لوگ قانون توڑ رہے ہیں تو حُکّام سوائے سزا دینے کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے فسادات میں وہ یہ جواب نہیں دے سکتے تھے اور نہیں دیتے تھے کیونکہ اُس وقت ہم انہیں کہتے تھے کہ باوجود اس کے کہ ملک قانون شکنی کے مخالف ہے، حُکّام خود قانون شکنی کر کے فساد پھیلا رہے ہیں اور برطانوی حُکّام تحقیق کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔

دوسری دقّت میرے راستہ میں وہی تھی کہ مَیں اب صدر نہ تھا۔ مَیں حُکّام کے کان میں تو بات ڈال سکتا تھا مگر مَیں کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ مجھے اس کا اختیار نہ تھا اور اس وجہ سے کسی بات کو مَیں انتہاء تک نہیں پہنچا سکتا تھا۔ اس کے سوا کہ نتیجہ میرے اختیار میں نہ تھا، مَیں نے پورے طور پر کوشش کی اور اس میں کمی نہیں کی۔ ہاں اپنی کوشش کو شائع بھی نہیں کیا کیونکہ ڈر تھا کہ اُس وقت کے حالات کے ماتحت خود آپ کے لیڈر ہی حکومت کو تاریں دینے لگ جاتے کہ مجھے کشمیر کے متعلق کچھ کہنے کا حق نہیں اور فائدہ کی جگہ نقصان ہی ہوتا۔

مَیں یہ بھی یقین دلا دینا چاہتا ہوں کہ مَیں نے کشمیر ایسوسی ایشن کو صاف کہہ دیا ہے کہ جو عُہدہ دار بھی منتخب ہوں، مَیں اپنی پوری طاقت ان کی امداد کیلئے اِنْشَاءَ اللّٰہُ خرچ کر دوں گا اور تبدیل شدہ حالات میں جو کچھ ہو سکتا ہے اس سے مجھے دریغ نہ ہوگا۔

اس کے بعد مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک کامیابی کے سرے پر پہنچے ہوئے کام میں روک پیدا ہو گئی ہے۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ اس میں کس کا قصور تھا۔ بہر حال موجودہ خرابی کو ہم نے دور کرنا ہے اور اس کیلئے میں مندرجہ ذیل مشورہ ان لوگوں کو جو مجھ پر اعتبار رکھتے، اور میری امداد کی ضرورت سمجھتے ہیں دیتا ہوں۔

۱۔ کسی قسم کی قانون شکنی نہ کی جائے بلکہ قانون کا پورا احترام کیا جائے۔ میں اس وقت اس اصل کی اخلاقی خوبیاں نہیں بیان کرنا چاہتا صرف یہ کہتا ہوں کہ کم سے کم فائدہ اس کا یہ ہوگا کہ قانون شکنی کا الزام لگا کر حُکّام کو ظلم کرنے کا موقع نہ ملے گا اور آپ لوگ اس عرصہ میں منظّم ہو

سکیں گے۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہر جنگ سے پہلے تنظیم ضروری ہے مگر ابھی تو آپ لوگوں نے تنظیم کا کام ختم کیا شروع بھی نہیں کیا پھر کتنا ظلم ہو گا اگر آپ لوگ قومی طاقت کو ضائع کر لیں۔ آپ کی جانیں اور آپ کے مال قومی امانت ہیں۔ اس امانت کو بے موقع خرچ کرنا اپنا ہی نقصان نہیں، قوم پر بھی ظلم ہے۔

۲۔ دوسرا مشورہ میرا یہ ہے کہ اگر حُکّام ظلم بھی کریں، تب بھی آپ لوگ اس کا جواب خود نہ دیں بلکہ قانونی طور پر اس کے ازالہ کی کوشش کریں۔ قانونی کوشش لمبی ہوتی ہے لیکن اس کا اثر بہت اعلیٰ پڑتا ہے اور غیر کو بھی اس کا جواب دینے کی جرأت نہیں پڑتی۔ آخر ایک لمبے تجربہ سے آپ معلوم کر چکے ہیں کہ خود جواب دے کر بھی ظلم کا ازالہ نہیں ہوتا بلکہ ظالِم کو ظُلم کا اور موقع ملتا ہے۔ پس کیوں نہ صبر کے ساتھ کوشش کی جائے اور ایک دفعہ ظالم حُکّام پر اس طرح حجت کر دی جائے کہ پھر ان کیلئے منہ دکھانے کی صورت نہ رہے۔ بے شک آپ کا بہت کچھ نقصان ہوا ہے۔ لیکن آخر چوری سے، تجارتی نقصان سے، طوفان سے اور دیگر حوادث سے بھی تو نقصان ہو جاتا ہے اگر قوم کی خاطر نقصان ہو گیا تو کیوں آپ اس قدر پریشان ہوتے ہیں۔ درحقیقت یہ نقصان نقصان نہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ایک تجارت ہے۔ صبر کے نتیجہ میں یہ نقصان آپ کو نفع سمیت واپس ملے گا اور وہ دن دور نہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کی مظلومیت کی فریاد کو سُنے گا اور ظالم زیر کئے جائیں گے اور آپ کو غلبہ دیا جائے گا۔ ظلم پہلے کب کامیاب ہوا ہے کہ اب کامیاب ہو گا۔ پس ظلم پر صبر کریں یعنی اس کے جواب کیلئے خود ہاتھ نہ اٹھائیں بلکہ قانون کے اندر رہ کر ظالم کو سزا دلانے کی کوشش کریں۔

۳۔ اور سب کاموں سے زیادہ تنظیم کی طرف توجہ کریں جب تک آپ کے ملک میں تنظیم نہ ہو گی، کچھ نہ ہو سکے گا۔ منظّم ملک پر ڈاکے نہیں ڈالے جا سکتے۔ پس آپ اپنے آپ کو منظّم کریں مگر تنظیم سے میری مراد یہ نہیں کہ ہر جگہ ایک انجمن ہو۔ یہ امر بھی ضروری ہے اور اب تک یہ کام بھی نہیں ہوا۔ لیکن میں تنظیم کے معنی اس سے زیادہ لیتا ہوں۔ تنظیم کے معنی میرے نزدیک یہ ہیں کہ ایک تو سارے ملک میں ہر فردِ بشر کو قومی تحریک کا ہمدرد بنایا جائے۔ صرف جلسوں کا ہونا کافی نہیں بلکہ ہر شخص کا ممبر ہونا اور ممبری کی علامت کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ میں نے بارہا سیاہ بِلّا لگانے یا ایسا ہی کوئی اور نشان لگانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لیکن ابھی تک آپ لوگوں نے کوئی نشان قرار نہیں دیا اور نہ اس پر عمل کیا ہے۔ حالانکہ جب تک حکومت کو یہ معلوم نہ

ہو کہ کس قدر لوگ قومی تحریک میں شامل ہیں، وہ مرعُوب نہیں ہوسکتی مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ شروع شروع میں جب مَیں نے کام شروع کیا تھا، آپ لوگ آج سے زیادہ کمزور تھے۔ مگر صحیح ذرائع سے کام لے کر خدا تعالیٰ کی امداد سے بہت بڑی کامیابی حاصل ہوگئی۔ اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے حالات کو بدلا جاسکتا ہے۔ اور اگر آپ صحیح طریق اختیار کریں گے تو اِنْشَاءَ اللّٰہُ جلد حالات بدل جائیں گے۔ صرف ضرورت ہمت، استقلال اور قانون کے اندر رہ کر کام کرتے ہوئے قربانی اور ایثار کی ہے۔ سو جس دن آپ لوگ پہلے کی طرح پھر کمر باندھ لیں گے، اِنْشَاءَ اللّٰہُ غم کے بادل پھٹ جائیں گے اور خوشی کا سورج نکل آئے گا۔ مگر یاد رہے کہ قومی آزادی ایک دن میں نہیں ملتی۔ ہاں آزادی کی قِسطیں صحیح جدوجہد سے یکے بعد دیگرے ملنی شروع ہو جاتی ہیں۔

۴۔ حکومت کی آپ لوگ پوری نگرانی رکھیں کہ گلینسی رپورٹ پر عمل ہوتا ہے یا نہیں۔ جہاں نقص معلوم ہو فوراً اس کی اطلاع آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کو یا مجھے دیں۔ ہم تحقیق کر کے اِنْشَاءَ اللّٰہُ حکومت پر دباؤ ڈالیں گے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گلینسی رپورٹ میں جو کچھ ملا ہے، وہ ہمارے مطالبات سے بہت کم ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر اس پر عمل ہو، تو مسلمانوں کی حالت موجودہ حالت سے اچھی ہو جاتی ہے۔ پس مطابق ''دمَثَل یکے را بگیر د دیگرے را دعویٰ بکُن''۔ جو ملا ہے اسے تو لینے کی کوشش کرنی چاہئے اور باقی مطالبات کیلئے جدوجہد کو جاری رکھنا چاہئے۔ یہی طریق احسن ہے اور اس میں کامیابی کا راز ہے۔ حکومت موجودہ شورش سے فائدہ اُٹھا کر گلینسی رپورٹ کو عملاً داخل دفتر کرنا چاہتی ہے۔ ہمارا کام ہے کہ ہوشیاری سے اس پر عمل کرائیں اور اگر وہ عمل نہ کرے تو حکومت ہند اور حکومت انگلستان کے سامنے اس معاملہ کو پیش کریں۔ اگر باری باری ایک ایک مسئلہ کو لیکر زور دیا گیا تو آپ دیکھیں گے کہ زور زیادہ پڑ سکے گا اور کامیابی زیادہ یقینی ہوگی۔ سب امور کو اکٹھا پیش کرنے پر حکومت برطانیہ جواب دے دیتی ہے کہ آخر ان کاموں کیلئے وقت چاہئے۔ لیکن اگر ایک امر کو لے کر کشمیر اور باہر کی طاقت اس پر خرچ کر دی جائے تو یقیناً کشمیر دربار معیّن صورت میں احکام جاری کرنے پر مجبور ہوگا۔ مثلاً سب سے پہلے ملازمتوں کے سوال کو لے لیا جائے۔ اس سوال کے حل ہو جانے سے آپ کو آدھی فتح حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ علاوہ مالی فائدہ کے حکومت میں ایک کافی تعداد ایسے لوگوں کی آ جاتی ہے جن کے دل آپ کی ہمدردی

سے پُر ہوں گے۔ اسی طرح ایک ایک کر کے مختلف مسائل کو لیا جائے تو یقیناً نہ تو حکومت مُہلت کا مطالبہ کر سکتی ہے اور نہ اسے اس چھوٹے سے امر کیلئے ساری اسلامی طاقت کا مقابلہ کرنے کی جرأت ہو سکتی ہے۔

۵۔ اسمبلی بھلی یا بُری جلد بننے والی ہے۔ بعض ساتھی بعض حُکّام سے مل کر کوشش کر رہے ہیں کہ ووٹروں کی فہرست ایسی بنوائیں کہ جس سے ان کی پارٹی کو طاقت حاصل ہو جائے۔ آپ کو چاہئے کہ اس کا تندہی اور عقلمندی سے مقابلہ کریں اور اپنے ووٹروں کی لسٹ مکمل کروائیں۔ تاکہ اگر اسمبلی پر قبضہ کرنے کی تجویز ہو جو میرے نزدیک ضروری ہے، تو آپ ایسا کر سکیں۔ ورنہ اگر کانفرنس نے اسمبلی پر قبضہ کرنے کا فیصلہ بھی کیا تو ووٹروں کی فہرست کے نقائص کی وجہ سے آپ لوگ زیادہ ہو کر بھی کم نظر آئیں گے۔

۶۔ چھٹی بات آپ کے آئندہ پروگرام میں یہ ہونی چاہئے کہ جن حُکّام نے قانون شکنی کر کے ظلم کیا ہے ان کے خلاف کارروائی کریں۔ میرے نزدیک ہر جگہ تحقیقاتی کمیٹیاں مقرر ہو جانی چاہئیں جو گواہیاں لے کر ظالم حُکّام کے خلاف مصالح جمع کریں۔ جب یہ مواد جمع ہو جائے، ہم اِنْشَاءَ اللّٰہُ لائق وکلاء سے مشورہ لے کر جہاں جہاں حُکّام پر مقدمات چلائے جا سکیں گے، مقدمات چلائیں گے۔ اگر اس طرح ہم بعض حُکّام کو سزا دلوانے میں کامیاب ہو گئے تو ایک تو حُکّام کے ظلم کا ثبوت مل جائے گا۔ دوسرے آئندہ ظلم کے لئے حُکّام کو ظلم کرنے کی جرأت باقی نہ رہے گی۔

یہ تو میرے نزدیک آپ لوگوں کیلئے موجودہ حالات میں بہترین پروگرام ہے۔ جو کام ہمیں کرنا چاہئے اور ہم اِنْشَاءَ اللّٰہُ اسے کریں گے، وہ یہ ہے:۔

۱۔ باہمی جھگڑوں کی وجہ سے عوام اور خواص دونوں کو کشمیر کے معاملہ سے دلچسپی نہیں رہی۔ ہمارا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہئے کہ حکمت عملی سے اس طرف پھر لوگوں کی توجہ پھیری جائے تا اس بارے میں مسلمانوں کی متفقہ آواز اُٹھے۔

۲۔ سِول نافرمانی کی وجہ سے حکومت کی ہمدردی جاتی رہی ہے۔ حالانکہ عوام میں سے اکثر اور خواص میں سے بھی بعض اس تحریک کے مخالف تھے۔ پس چاہئے کہ حکومت کا نقطۂ نگاہ پھر درست کیا جائے۔ گو یہ کام موجودہ حالات میں بہت مشکل ہے لیکن مشکل کام بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اس طرف سے مایوس نہیں ہونا چاہئے اور میں خیال کرتا ہوں

کہ صبر و استقلال سے کام لیتے ہوئے اگر صدر و دیگر عہدہ داران کشمیر ایسوسی ایشن نے جدوجہد کو جاری رکھا تو وہ ضرور کامیاب ہوں گے۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

۳۔ انگلستان و دیگر ممالک میں پھر اس مسئلہ کی طرف لوگوں کی توجہ کو پھرانا۔ اس کام کو میں بآسانی کرسکتا ہوں اور اِنْشَاءَ اللّٰہُ پوری طرح ایسوسی ایشن سے تعاون کروں گا۔

۴۔ گلینسی رپورٹ کے خلاف جو باتیں ہوں، ان کو احسن طریق پر حکومتِ ہند اور حکومتِ برطانیہ کے سامنے رکھنا۔ اس کام میں بھی ایسوسی ایشن نہایت مفید بلکہ کامیاب مدد دے سکتی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ ایسا کرے گی۔

۵۔ چونکہ کانفرنس عملاً بند پڑی ہے۔ بعض طلباء جن کو کتابوں وغیرہ کی امداد دی جاتی تھی، حیران پھر رہے ہیں اسی طرح اور کئی مستحقین بے سروسامانی کی حالت میں ہیں، ان کی مالی امداد کرنا۔ اس بارہ میں بھی ایسوسی ایشن اچھا کام کرسکتی ہے اور اِنْشَاءَ اللّٰہُ کرے گی۔ سرِ دست طلباء کی فوری ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے تین سَو کی رقم اپنی طرف سے منظور کی ہے جس سے مستحق طلباء کو امداد دی جائے گی۔ اس کیلئے مولوی عبدالاحد صاحب، مسٹر غلام نبی صاحب گلکار، مولوی عبداللہ صاحب وکیل، خواجہ صدرالدین صاحب اور میر مقبول شاہ صاحب کی سب کمیٹی مَیں تجویز کرتا ہوں۔ اگر ان میں سے کسی کو اس سب کمیٹی میں کام کرنا منظور نہ ہو، تو باقی ممبر مل کر کام کریں اور فوراً مستحق طلباء کی درخواستوں پر غور کرکے کتب وغیرہ کی امداد دیں۔ مولوی عبدالاحد صاحب ہمارے مبلّغ ہیں اور سیاسی کاموں سے الگ رہتے ہیں لیکن چونکہ یہ کام سیاسی نہیں بلکہ تعلیمی اور تمدّنی ہے میں نے اس کمیٹی میں ان کو ممبر مقرر کیا ہے۔

آخر میں مَیں پھر آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ قانون کے اندر رہ کر استقلال سے کام کریں۔ جس طرح رات ہمیشہ نہیں رہتی آپ لوگوں کی تکالیف بھی ہمیشہ نہیں رہیں گی، آخر کامیابی کا دن چڑھے گا۔ اور وہ دن انہی کیلئے مبارک ہوگا جنہوں نے اِس وقت قومی کام کیلئے قربانیاں کی ہیں۔ دوسرے لوگوں کا منہ اُس دن کالا ہوگا اور اپنی شرمندگی اور ندامت کو چُھپانے کا کوئی ذریعہ انہیں نہیں ملے گا۔ پس اے بھائیو! ہمت کرو اور صبر سے کام لو اور استقلال سے قانون کے اندر رہتے ہوئے کام کرتے چلے جاؤ کہ خدا تعالیٰ کی مدد ظالم کے ساتھ نہیں بلکہ مظلوم کے ساتھ ہوتی ہے۔ اپنی بے بسی اور بے کسی کو نہ دیکھو، اپنے خدا کی طرف دیکھو جو بے بسوں اور بیکسوں کا یار ہے۔ وہ خود آپ کیلئے لوگوں کے دلوں میں ہمدردی پیدا کر

دے گا اور غیب سے نصرت کے سامان پیدا ہو جائیں گے۔ جو بات آج ناممکن نظر آتی ہے، کل کو ممکن ہی نہیں آسان نظر آئے گی۔ آج جسے آپ قربانی خیال کرتے ہیں، کل اسے کھیل سمجھیں گے۔ میرا آپ سے وعدہ ہے کہ میں آپ کی امداد اِنْشَاءَ اللّٰہُ کروں گا اور میں اس وعدہ پر قائم ہوں اور خدا تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس امداد میں برکت دے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار

میرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ قادیان

(ضمیمہ تاریخ احمدیت جلد ۶ صفحہ ۴۰)

۱؎ ڈی ولیرا ایمن EAMON DE VALERA (۱۸۸۲ء۔۱۹۷۵ء) آئرلینڈ کا مدبر۔ نیویارک میں پیدا ہوا۔ ۱۹۱۶ء میں بغاوت ایسٹر میں حصہ لینے پر قید ہوا۔ ۱۹۱۷ء میں سن فین کا صدر بنایا گیا۔ ۱۹۳۸ء میں وزیر اعظم بنا۔ دوسری عالمی جنگ میں آئرلینڈ کو غیر جانبدار رکھا۔ ۱۹۴۸ء میں شکست کھائی مگر ۱۹۵۱ء، ۱۹۵۴ء اور ۱۹۵۷ء میں پھر عہدہ سنبھالا۔ ۱۹۵۹ء میں وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دیا اور صدر منتخب ہوا۔

(اُردو جامع انسائیکلوپیڈیا جلد ۱ صفحہ ۴۳۴ لاہور ۱۹۸۷ء)